تعزیہ داری جائز ہے

جواز تعزیہ داری انعام فضل باری

۲۰۰۹ء

تالیف

الحاج مفتی الشاہ ابوالحماد محمد اسرافیل حیدری مداری

دارالافتاء جامعہ مدار العلوم مدینۃ الاولیاء

دارالنور مکن پور شریف ۔ کانپور (یوپی)

موبائل نمبر 9793347086

ناشر

مدار بک ڈپو ۔ دارالنور مکن پور شریف

www.qutbulmadar.org

Mob:. 9838360930

ताज़ियादारी जाएज़ है

जवाज़े ताज़ियादारी इनआमे फ़ज़्ले बारी

तालीफ़

अल्हाज मुफ़्ती अश्शाह अबुल हम्माद मुहम्मद इसराफ़ील हैदरी मदारी

दारुल इफ़्ता, जामिआ मदारुल उलूम मदीनतुल औलिया ,

दारुन्नूर मकनपुर शरीफ़, कानपुर नगर (यू०पी०)

09793347086

नाशिर

मदार बुक डिपो दारुन्नूर मकनपुर शरीफ़

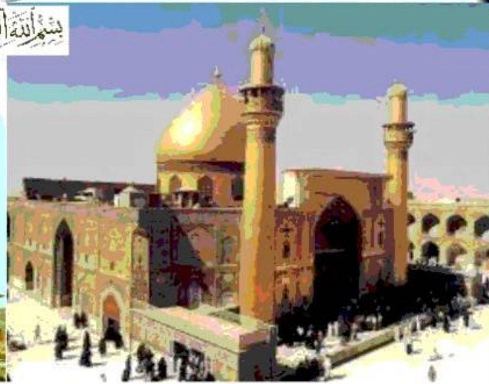
MADAR ISHAT GHAR MAKANPUR SHARIF

Mobile:8090273226

Email:amir.makanpuri@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم





تعزیہ داری جائز ہے

جواز تعزیہ داری انعام فضل باری

سنہ ۲۰۰۹ء

تالیف

الحاج مفتی الشاہ ابوالحماد محمد اسرافیل حیدری مداری

دارالافتاء جامعہ مدارالعلوم مدینۃ الاولیاء

دارالنور مکن پور شریف ۔ کانپور 〈یو۔پی〉

موبائل نمبر 9793347086

ناشر

مدار بک ڈپو۔ دارالنور مکن پور شریف

نام کتاب	تعزیہ داری جائز ہے
مصنف	الحاج الشاہ مفتی ابوالحماد محمد اسرافیل حیدری المداری
	موبائل نمبر 9793347086
پروف ریڈنگ	ولی عہد خانقاہ مداریہ مولانا سیّد ظفر مجیب مداری
خوش نویس	فیض گرافکس مکن پور شریف
مطبع	مدار اشاعت گھر مکن پور شریف
ناشر	مدار بک ڈپو مکن پور شریف
سن اشاعت	۲۰۱۴ء مطابق ۱۴۳۶ھ
بار پنجم	۲۰۰۰
قیمت	

کیا فرماتے ہیں علماءدین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں:

۱ردس محرم کے موقع پر یادگار حسین رضی اللہ عنہ کے تعلق سے جوتعزیہ بنایا جاتا ہے اوران کی یاد منائی جاتی ہے۔ یہ کیسا ہے؟

۲رتعزیہ کی کوئی شکل متعین نہیں ہے اور نہ ہی رسم ورواج متعین ہیں تو کیا ان سب کے تعلق سے ایک ہی حکم ہے یا مختلف؟

۳رتعزیہ بنا کر بعض جگہوں پر گھمایا بھی جاتا ہے تاکہ خواتین زیارت کرلیں۔اس کیلئے کیا شرعی حکم ہے؟

۴رکیا کوئی ایسی صورت ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی یاد میں دس محرم کو ہم ان کے روضہ کی شکل یا کوئی اور شکل بنا سکتے ہیں جس طرح ہم بارہ ربیع الاول شریف میں گنبد خضریٰ بنا کر گھماتے ہیں؟

۵رکیا نفس تعزیہ میں کوئی قباحت ہے؟

المستفتی

سیّد علی اشرف

کچھوچھہ شریف۔امبیڈکر نگر(یو۔پی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدلا هله و الصلواة علیٰ اهلها اما بعد

الجواب اللهم هداية الحق والصواب

محبوبان خدا کی پیروی کرنی چاهئے (شعائر الله)

ار مذہب اسلام میں یادگار کی اہمیت اور آثار کا احترام اصحاب عقیدت و محبت کو روز اول سے سکھایا گیا ہے۔عشاق بارگاہ نبوت کی اک اک ادا و انداز ہمارے لئے مشعل راہ اور نمونۂ عمل ہے۔اللہ پاک کا ارشاد مبارک ہے''**واتبع سبيل من اناب الَیَّ**'' اور پیروی کرتو راستے کی اس کے جو پہونچ گیا مجھ تک''اس ارشاد مبارک سے ہمیں پیغام دیا جارہا ہے کہ محبوبان ، بارگاہ الٰہ اور خاصان خدا کی پیروی اور متابعت میں ہی اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی ہے۔اور ہماری کامیابی۔اس مقام پر سب سے پہلے شعائر و آثار کو سمجھنا ضروری ہے تا کہ کسی کی یادگار منانے میں ہمیں جادۂ شریعت پر گامزن رہنے کی حلاوت بھی ملتی رہے جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ یا خاصان خدا کی یاد تازہ ہوتی ہے قرآن پاک میں ان کو شعائر اللہ، آیات اللہ یعنی اللہ کی نشانی قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے''**اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ**'' بیشک صفا اور مروہ (پہاڑیاں) اللہ کی نشانیوں سے ہیں''شعائر اللہ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت صدر الافاضل سیّد نعیم الدین مراد آبادی اپنی تفسیر خزائن العرفان میں تحریر فرماتے ہیں'' شعائر اللہ سے دین کے اعلام یعنی نشانیاں مراد ہیں خواہ وہ مکانات ہوں جیسے کعبہ،عرفات ،مزدلفہ، جمار ثلاثہ ،صفا، مروہ،منیٰ،

مساجد یا ازمنہ جیسے رمضان، اشہر حرام (یعنی ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب) عید فطر و اضحیٰ جمعہ و ایام تشریق یا دوسرے علامات جیسے اذان، اقامت، نماز با جماعت، نماز عیدین، ختنہ یہ سب شعائر دین ہیں۔

قربانی کا جانور اللہ تعالیٰ کی نشانی ھے: قربانی کے جانوروں کو اللہ تعالیٰ یادگار ذبیح اللہ ہونے کی وجہ سے اپنی نشانی قرار دیتا ہے۔ فرمان رب ذیشان ہے" **وَالْبُدْنَ جَعَلْنَا هَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ** یعنی اور ہم نے قربانی کے جانور تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں سے کردئے" (حج، آیت ۲۶) وہ پتھر جس سے پیغمبر ابراہیم خلیل اللہ ﷺ کی یاد آتی ہے اسے اللہ جل شانہ اپنی آیت قرار دے رہا ہے" **فیه آیات بیّنات مقام ابراهیم** (ال عمران آیت ۹۷) اس میں کھلی نشانیاں ہیں مقام ابراہیم یعنی وہ پتھر جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ معظّمہ کی تعمیر کے وقت کھڑے ہوتے تھے" غرض یہ کہ جس سے اللہ یا اللہ والوں کی یاد آئے وہ اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے۔

اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرنا چاھئے: اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم و توقیر بجا لانے کا حکم اللہ پاک کی طرف سے آیا ہے اور اس تعظیم و توقیر بجا لانے کو" دل کا تقویٰ" کہا گیا ہے چنانچہ اللہ پاک کا ارشاد ہے" **مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْب** اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو بے شک یہ دلوں کا تقویٰ ہے۔

امام عشق و محبت حضرت قاضی عیاض مالکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ" ان مقدس مقامات کی عزت و حرمت جہاں وحی الٰہی آئی اور نزول قرآن کی سعادت حاصل ہوئی یا جن

مقامات پر جناب جبریل ومیکائیل آتے رہے یا دوسرے معزز فرشتے اترتے اور اپنی منازل کی جانب جاتے رہے یا وہ میدان جہاں تسبیح وتقدیس کی صدائیں گونجتی رہی ہیں جہاں سیّد الانبیاء علیہ السلام نے اوقات عزیز بسر فرمائے یا جہاں سے سنت نبوی و اسلام کی تبلیغ و اشاعت ہوئی۔ وہ مساجد و مکان جہاں وحدانیت و اسلام کے درس دیئے گئے یا درس و تقدیس کے گواہ اس مقام کے درو بام ہوئے یا وہ مقام جہاں سیّد الرسل نے قیام فرمایا وہ منازل ومقامات جہاں سے نبوت کے چشمے جاری ہوئے اور فیضان رسالت نے تاریکی کو نور میں بدلا وہ مقام جس کو سرکار دو عالم ﷺ کے جسد مبارک کے لمس کی سعادت حاصل ہوئی اور وہ جگہ جہاں سرور عالم آج بھی محو استراحت ہیں ۔ ان مقامات کی آج بھی عزت وتوقیر لازم ہے اوران مقدس مقامات کی ہوائیں سونگھی جانی ضروری ہے اور مقامات کے درو بام کی تقبیل قلب وروح کا سرمایۂ حیات ہے:

یادار خیرالمرسلین ومن به　　هدی الانام و خص بالآ یات

عندی لا جلک لوعه وصبابة　　تشوق متوقد الجمر ات

وعلی عهدان ملأ ت بجها جری　　من تلکم الجذ رات والعرصات

لا غفرن مصون شئی بینها　　من کثرة التقبیل و الرشفات

لولا العواری و الاعادی زرتها　　ابدا و لو محبا علی الوجنات

یعنی اے سیّدالمرسلین کے کاشانۂ اقدس اورآپ سے منسوب چیزو! جن سے لوگوں نے ہدایت حاصل کی اور معجزات جو ان پر وارد ہوئے میرے پاس تمہارے لئے سوزش عشق اور ایسا والہانہ جذبۂ شوق ہے جس سے چنگاریاں بھی روشن ہیں۔

خدا کی قسم میرا جذبہ یہ ہے کہ میں ان میدانوں یا دیواروں کو اپنی آنکھوں میں سمودوں میں ان مقامات کو اس کثرت سے بوسے دوں جس سے میری سیاہ داڑھی تک خاک آلود ہو جائے۔ اگر مواقع میسر ہوتے اور موانع سد راہ نہ ہوتے تو میں ہمیشہ ان مقامات کی زیارت کرتا باوجود یکہ میرے رخسار گرد آلود ہو جاتے۔لیکن عنقریب میں ان مکانوں اور حجروں کے رہنے والوں پرصلوٰۃ وسلام کے تحفے پیش کرونگا۔ جو مشک سے خوشبو کی لپٹیں مارتی ہوں گی اور جسے صبح وشام ڈھانک لیں گے۔ان کو پاکیزہ درود اور زیادہ سلام برکات سے مخصوص کرتی ہیں۔ (شفا شریف، ج۲ص۱۱۳،۱۱۴)

صحابۂ کرام کا معمول :امام عشق ومحبت حضرت قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آثار وتبرکات اور یادگار وشعائر کے ادب واحترام اور عزت وتوقیر کا جو درس دیا ہے بعینہٖ یہی صحابہ وتابعین کے معمولات ہیں اور سلف صالحین کا طریقہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا معمول تھا کہ وہ بستر نبوی کی اس جگہ کو جہاں حضور تشریف فرما ہوا کرتے تھے اپنے ہاتھ سے مس فرماتے چھوتے تھے پھر اس ہاتھ کو اپنے چہرے پر ملتے تھے۔

(شفا شریف، ج۲ص۱۱۰)

حضرت ابراہیم بن عبداللہ بن عبدالقادر سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا ''**هو يضع يده على مقعد النبى صلى الله عليه وسلم من المنبر ثم يضعها علىٰ وجهه**''۔آپ منبر کے اس مقام پر ہاتھ پھیرتے جہاں رسول کریم ﷺ بیٹھتے تھے پھر اس ہاتھ کو اپنے چہرے پر مل لیتے۔

(الشرح الکبیر۳/۴۹۵ بحوالہ شفاء الفواد اردو الشیخ محمد علوی مالکی)

آثار و شعار کا احترام: یہ جذبۂ محبت اور حسن عقیدت ہی بہت سارے اشکال کیلئے حل المشکلات ہے اور شریعت طاہرہ سے پردہ اٹھا کر حقیقت شریعت تک پہنچا دیتا ہے صحیفۂ محبت میں نسبتوں کا احترام سکھایا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ نسبت سے شئی ممتاز ہو جاتی ہے چنانچہ اس کا اندازہ عشاق رسول کی اداؤں سے لگایا جا سکتا ہے۔ حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اگر میرے پاس محبوب ﷺ کا ایک بال بھی ہوتا تو وہ مجھے دنیا و مافیھا سے زیادہ پیارا ہوتا۔ (بخاری شریف)

اصحاب رسول اس موئے مبارک کے حصول کیلئے حضور نبی کریم ﷺ کے گرداگرد طواف کرتے تھے اور ایک بھی موئے پاک سر مقدس سے جدا ہوتا صحابہ کرام اسے اپنے ہاتھوں پر لے لیتے چنانچہ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے، **لقد رایت رسول الله ﷺ و الحلاق یحلقه و اطاف به اصحابه فما یریدون ان تقع شعرة الا فی ید رجل ،،** یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حجام آپ کے بال تراش رہا تھا اور آپ کے صحابہ آپ کے اردگرد طواف فرما رہے تھے ان کی چاہت یہ تھی کہ آپ کا ہر بال زمین پر گرنے کے بجائے ان میں سے کسی کے ہاتھ پر گرے (مسلم شریف کتاب الفضائل) صحابۂ کرام آپ ﷺ کے وضو کے غسالہ کے لئے ایک دوسرے پر گر گر جاتے کہ کسی صورت حضور کا غسالہ میسر ہو جائے۔ اگر کسی کو ایک قطرہ بھی میسر نہیں ہوتا تو وہ اس صحابی کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ مل لیتے تا کہ تری کی کچھ نسبت ہی حاصل ہو جائے۔ (بخاری شریف)

یہ اصحاب رسول ہیں، یہ اہل محبت ہیں اور محبت کو دلیل و حجت کی ضرورت نہیں پڑتی یہاں تو ایسا معاملہ ہے کہ

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق

عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

یہ تو سرکار عشق و محبت کے غسالۂ پاک اور موئے پاک ہیں۔ شیدایان مصطفےٰ ﷺ تو آپ کا بول مبارک اور خون مقدس بھی زمین پر نہیں گرنے دیتے بلکہ ادب و احترام اور شوق محبت میں اسے بھی نوش جان فرمالیا کرتے تھے۔ (شفا شریف)

نسبت کا مقام : مقام ابراہیم کی زیارت کرنا اور حجر اسود کو چومنا اسی نسبت و عقیدت کی جلوہ سامانی ہے۔ باب کعبہ و حطیم کے ہوتے ہوئے مقام ابراہیم کو مصلّی بنانا اور حجر اسود کو چومنا تو عقل و خرد بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اسے براہ راست نسبت رسول میسر ہے لیکن نسبت کا یہ انداز کتنا انوکھا اور نرالا ہے کہ اگر وہاں تک ہاتھ یا منھ کی رسائی نہ ہو سکے تو کسی لکڑی یا اس جیسی چیز کو سنگ اسود سے چھوا کر اس لکڑی یا اس جیسی چیز کو چوما جائے اگر لکڑی یا اس جیسی کسی چیز کی بھی وہاں تک رسائی ممکن نہ ہو تو سنگ اسود کی طرف اپنا ہاتھ کر کے خود اپنا ہی ہاتھ چوم لیا جائے اور یہ تصور کر لیا جائے کہ گویا سنگ اسود کو ہی چوما ہے۔ ''نسبتی ہونے کیلئے یہ ضروری نہیں کہ جس سے نسبت دی جارہی ہے اس سے براہ راست بلا واسطہ مس ہو'' مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی تحریر کرتے ہیں'' اور ہاتھ نہ پہونچے تو لکڑی سے سنگ اسود مبارک کو چھو کر اسے چوم لو یہ بھی نہ بن پڑے تو ہاتھوں سے اس کی طرف اشارہ کر لے اسے بوسہ دے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے منھ رکھنے کی جگہ پر نگاہیں پڑ رہی ہیں یہی کیا کم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ر صفحہ ۱۰۷) نسبتوں کا یہ طور اور عقیدت کا یہ انداز شرع مطہر میں تصورات کی دنیا کو وسعت عطا کر کے حقیقت شریعت کا

لباس عنایت کرتا ہے۔حدیث احسان سے اس تصور کو مزید تقویت ملتی ہے جس میں اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ''**الا حسان ان تعبد اللہ کانک تراہ ---** الخ (بخاری شریف) عبادت میں احسان یہ ہے کہ اللہ پاک کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔''**کانک تراہ**''میں تصور کو جو جمال وکمال عطا کیا گیا ہے وہ عقیدت کیشوں پر مخفی نہیں ہے جب ذہن وفکر میں اس طرح کا تصور حقیقت اپنی جلوہ گاہ بناتا ہے تو تعزیہ کے جھروکوں سے حضرت امام عالی مقام امام حسین شہید کرب و بلا کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔

تازیہ بنانا جائز و مستحسن ھے : اس لئے دس محرم الحرام کے موقع سے یادگار امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تعلق سے جو تعزیہ بنایا جاتا ہے اور امام پاک کی یاد منائی جاتی ہے نہ یہ کہ صرف جائز ومباح ہے بلکہ محبوب اہلسنت مندوب اصحاب عقیدت اور مرغوب شیدایان شاہ شہادت ہے۔تعزیت سے حسینیت کی تشہیر ہوتی ہے اور اہلسنت و اہل بدعت میں تعزیہ داری سے امتیاز ہوتا ہے اس لئے بلا شک وشبہ یہ امر مستحسن ہے۔حضرت امام ابن جریر لفظ شعائر کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہ **شعیرۃ** بروزن **فعیلۃ** کی جمع ہے جس کا معنی ہے وہ علامت جس سے کسی چیز کی پہچان ہو سکے'' **وشعائرہ اللتی جعلھا امارات بین الحق والباطل**''یعنی جن چیزوں سے حق اور باطل کی شناخت ہو سکے ان کو شعائر اللہ کہتے ہیں۔

تعزیہ حق و باطل میں امتیاز پیدا کرتا ھے :اس کلیہ کے پیش نظر یہ ثابت ومتعین ہے کہ تعزیہ فی زماننا ہمارے دیار میں اہلسنت کا شعار بن چکا ہے اور

تعزیہ دار صرف اہلسنت میں پائے جاتے ہیں۔اہل بدعت وشناعت اسے ناجائز سمجھتے ہیں الا ماشاء اللہ لہٰذا تعزیہ سے حسینیت کی پہچان ہوتی ہے اور یہ یزید پلید کو رضی اللہ عنہ لکھنے والوں اور سیّدنا امام حسین پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام ماننے والوں کے درمیان امتیاز پیدا کرتا ہے اس لئے اس کے بنانے اور نکالنے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔

تعزیہ یادگار امام حسین ہے :تعزیہ بنانے والے تعزیہ بنانے کے وقت صرف یہ نیت کرتے ہیں کہ اس یادگار امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کو حسین سے حسین تر بنائیں اور اپنے ہنر کا بھرپور مظاہرہ کریں۔بعض تعزیہ دار شبیہ روضۂ امام عالی مقام بنانے میں ماہر ہوتے ہیں وہ ہو بہو نقشہ اتار دیتے ہیں اور بعض اس کام میں کچے ہوتے ہو بہو وہ مثال قائم نہیں کر پاتے اور بعض ایسے بھی ہیں جو صرف امام پاک کی محبت میں ان کی یادگار منانے کیلئے ایک تصوراتی محل کا نقشہ بنا کر اسی کو یادگار امام تصور کر لیتے ہیں ۔بہر صورت نیت محمود ہے اس لئے اس میں کوئی حرج نہیں جس طرح حجر اسود کے بوسہ لینے میں لکڑی یا اپنا ہی ہاتھ چوم لینے سے حجر اسود کا بوسہ حقیقت میں نہیں ہوتا ہے لیکن شرع مطہر نے اسے بوسہ کے متبادل مان لیا ہے۔

ممبر رسول کا احترام :اسی طرح ہمارے دیار وامصار میں اہلسنت کے مدارس وجلسہ گاہوں میں جو اسٹیج بنایا جاتا ہے عموماً ہندوؤں غیر مسلموں اور بے احتیاط لوگوں کے ٹینٹ ہاؤس سے سارا سامان لایا جاتا ہے،تخت ،دریاں ،غلیچے ،چاندنی اور لاؤڈ اسپیکر باجہ مشین وغیرہ سب دوسروں کے یہاں سے آتا ہے۔خطباء حضرات فرماتے ہیں ’’ممبر رسول‘‘ سے بڑی ذمہ داری کے ساتھ بول رہا ہوں۔لیجئے صاحب! تخت ،دریاں ،غلیچے ،چاندنی حتی

کہ کرسی اور لاؤڈ اسپیکر سب کچھ کسی رام سنگھ یا شنکر دیال وغیرہ کے یہاں سے لایا گیا ہے لیکن سنی علماء فضلاء خطبا اور نقباء فرما رہے ہیں کہ یہ ممبر رسول ہے۔ نہ اس ممبر یا اسٹیج پر کبھی حضور رسول کریم نے تشریف رکھا نہ یہ ان کے گھر کی چیزوں سے بنا لیکن پھر بھی ممبر رسول ہے۔ ٹیڑھا ہو، اونچا ہو یا چھوٹا ہو پھر بھی ممبر رسول، نہ کوئی عالم منع کرتا ہے کہ اسے ممبر رسول کہنا حرام ہے اور نہ کسی مفتی صاحب کو اعتراض ہے۔ اپنا کام ہو رہا ہے سب ٹھیک ہے۔ تو پھر بھلا چھوٹے بڑے اور اونچے نیچے رنگ برنگ کے یادگار امام حسین یعنی تعزیہ پر کیوں کر کسی کو اعتراض ہے۔

کسی بھی جائز نقشے میں تعزیہ بنانا جائز ہے: کسی پاک کپڑے کے غلاف میں قرآن پاک کو رکھا جائے، کسی پاک لکڑی سے رحل قرآن پاک بنایا جائے اور کسی شکل یا کسی نقشے میں بنایا جائے قرآن مجید اس پر رکھا جائے گا اس لئے وہ محترم ہے اسے چوما بھی جائیگا اور سینے سے بھی لگایا جائیگا۔ یہ سب محمود و مستحسن ہے اسی طرح تعزیہ یادگار امام پاک ہے جواز کیلئے اتنا کافی ہے۔ شرع شریف کا ایک قاعدہ کلیہ ہے ''**الاصل فی الاشیاء الاباحة**'' تعزیہ میں جو لکڑی جو کھپچی، جو تانت جو دھاگہ اور جو کاغذ استعمال ہوتا ہے وہ سب انفرادی طور سے جائز و مباح اور پاک و صاف ہیں اب جبکہ وہ یادگار حسینی یعنی تعزیہ میں اکٹھے لگا دیئے گئے تو ناجائز کیوں کر ہو جائیں گے۔ بلا شبہ وہ اب بھی جائز ہیں۔

تعزیہ گھمانا جائز ہے: بعض شہروں میں خانۂ کعبہ و گنبد خضریٰ کا نقشہ بنا کر عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر شہروں میں جلوس محمدی ﷺ کے آگے آگے گھمایا جاتا ہے

بعض شہروں میں مکہ معظّمہ کے خانۂ کعبہ اور گنبد خضریٰ روضۂ مقدسہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشہ شہروں کے صدر دروازوں پر بنایا جاتا ہے، عامۃ المسلمین اس کی زیارت کرتے ہیں۔اس سے شوکت اسلامی کا مظاہرہ ہوتا ہے۔اپنوں اور بیگانوں کے دلوں میں ان کی وقعت بٹھائی جاتی ہے اوراب تو بعض مولویوں اور مفتیوں کے یوم کے مواقع پران کی قبروں اور گنبدوں کا فوٹو اور نقشہ بھی خوب بنایا اور گھمایا جا رہا ہے، بعض علماء کے مزاروں کے گنبد بطور پہچان مسجدوں اور میناروں کی جگہ فٹ کئے جا رہے ہیں تا کہ وہ مسجد یا وہ جگہ اس جماعت کی یاد دلائے اوراس کی طرف اشارہ کرے۔

تعزیہ گھمانے سے اهل باطل کے دل پر رعب طاری هوتا هے

: امام الدنیاوالآخرہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کی یادگار تعزیہ متبرکہ کوجلوس حسینی کے ساتھ گشت کرانے میں کون سا امر شرعی مانع ہے۔ہاں اہل بدعت اور گمراہوں کے دل اس یادگار حسینی کو دیکھ کرضرور جل بھن جاتے ہیں۔تعزیہ کوجلوس حسینی کے ساتھ گشت کرانے میں جہاں اغیار پر اسلامی رعب و دبدبہ قائم ہو جاتا ہے وہیں مسلمانوں کے مردوزن وطفل و پیرسب کے اندر جذبۂ حسینیت اور حوصلۂ ایثار و وفا قائم ہو جاتا ہے اور ایسا جذبہ قائم کرنا عین قرآن وسنت کا منشا ہے۔

دسویں محرم الحرام کوحضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے روضۂ مقدسہ کی مثال یا کسی اور جائز شکل میں یادگار امام پاک کی کوئی علامت بنانا اور مثال گنبد خضریٰ کی طرح گلیوں کوچوں میں گھمانا اور جلوس حسینی کے ساتھ اس کی تشہیر و پرچار کرنا بلا شک وشبہ جائز و مستحسن ہے اوراہلسنت کی ایک دیرینہ روایت اور قدیم معمول ہے۔قرآن مقدس میں

اللہ پاک کا حکم ہے ''وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ'' اور انھیں اللہ کے دن یاد دلاؤ (ابراہیم آیت ۵) تفسیر خزائن العرفان میں اس کے تحت ہے حضرت صدرالافاضل مفسر مراد آبادی رقم فرماتے ہیں '' قاموس میں ہے کہ ایام اللہ سے اللہ کی نعمتیں مراد ہیں ۔حضرت ابن عباس وابی ابن کعب ومجاہد وقتادہ نے بھی ایام کی تفسیر (اللہ کی نعمتیں) فرمائیں۔مقاتل کا قول ہے کہ ایام اللہ سے وہ بڑے بڑے وقائع مراد ہیں جو اللہ کے امر سے واقع ہوئے بعض مفسرین نے فرمایا کہ ایام اللہ سے وہ دن مراد ہیں جن میں اللہ نے اپنے بندوں پر انعام فرمایا جیسے کہ بنی اسرائیل کیلئے من وسلویٰ اتارنے کا دن، حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے دریا میں راستہ بنانے کا دن (خازن ومدارک ومفردات راغب) ان ایام میں سب سے بڑی نعمت کے دن سیّد عالم ﷺ کی ولادت ومعراج کے دن ہیں ۔ان کی یاد قائم کرنا بھی اس آیت کے حکم میں داخل ہے بعض لوگ میلاد شریف، معراج شریف اور ذکر شہادت کے ایام کی تخصیص میں کلام کرتے ہیں اس آیت سے نصیحت پزیر ہونا چاہئے۔''

اس تفسیر سے یہ متعین ہو گیا کہ ایام اللہ سے نعمتوں کے دن، واقعات عظیمہ کے دن مراد ہیں اور ان کی تذکیر وتشہیر کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اسی میں دسویں محرم الحرام بھی شامل ہے پس اگر تعزیہ وجلوس حسینی کے ذریعہ گلیوں کوچوں واقعۂ کربلا کی یاد دلائی جارہی ہے اور اس یادگار حسینی کی تشہیر کی جارہی ہے تو یہ عین حکم الٰہی کے مطابق ہے اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے۔

نفس تعزیہ میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے اس لئے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے جس طرح مروجہ اعراس میں ممنوعات شرعیہ کے خلط ملط کے باوجود نفس عرس کے جواز میں شرعاً

کوئی کلام نہیں ہے۔اسی طرح نفس تعزیہ کے جواز میں شرعاً کوئی کلام نہیں ہے بلکہ یہ اولیاء اللہ اور بزرگان دین کے نزدیک پسندیدہ ومحبوب ہے۔ہندوستان و برصغیر کی جتنی اصلی قدیمی خانقاہیں ہیں تعزیہ داری کا رواج ومعمول ساری خانقاہوں میں ہے الا ماشاء اللہ۔

تعزیہ داری اور بزرگان دین کا معمول :علماء فرنگی محل لکھنؤ کے پیرو مرشد اور سلسلہ قادریہ کے عظیم بزرگ شاہ عبدالرزاق بانسوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تعزیہ کو یہ نہ جانے کہ یہ خالی کاغذ اور بتی ہے۔ارواح مقدسہ بھی اس طرف متوجہ ہوتی ہیں۔(کرامات رزاقیہ صفحہ ۱۵) ماضی قریب کے ایک بہت بڑے بزرگ سلسلۂ وارثیہ کے بانی حضرت عالم پناہ حاجی حافظ وارث علی شاہ تاجدار دیوہ شریف علیہ الرحمۃ الرضوان کا ارشاد وعمل بھی تعزیہ سے متعلق یہ جانتے ہوئے سنیں کہ خبردار! تعزیہ کو کوئی یہ نہ سمجھے کہ خالی کاغذ پتی اور بانس کی کھپچیوں کا ڈھانچہ ہے۔ملحوظ رہے کہ ارواح قدسیہ سیّد الشہداء علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جملہ شہداء کربلا اس طرف متوجہ ہوتی ہیں۔

''ماہ محرم میں حضور پرنور(وارث پاک) تعزیہ خانوں میں جاتے تھے اور اب آخر زمانہ میں بھی دیوہ شریف میں چھوٹی بی بی اور گھسیٹے میاں کے تعزیوں میں جاتے تھے کبھی تھوڑی دیر نشست فرماتے اور کبھی سامنے کھڑے ہوکر چلے آتے تھے۔صبح کو کل بستی کے تعزیے آپ کے دروازے پر آتے حضور انور اس وقت باہر تشریف رکھتے تھے اور کھڑے ہوئے دیکھتے رہتے تھے۔جب تعزیہ دار تعزیوں کو لیکر چلے جاتے تھے اس وقت حضور انور (وارث پاک) اندر تشریف لاتے تھے،تعزیوں کو دیکھتے وقت چہرۂ انور کی عجیب حالت مشاہدے میں آتی تھی اور دیر تک حضور انور عالم سکوت میں رہتے تھے۔عشرۂ محرم اور چہلم کے روز آستانہ عالی

پر سبیل رکھی جاتی تھی ۔'' (مشکوٰۃ حقانیہ المعروف بہ معارف وارثیہ ۔صفحہ ۱۱۰/مولف سیّد مولوی فضل حسین صاحب وارثی)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا تعزیہ کو کاندھا لگانا علی التواتر مسموع ہے۔

منقول از اسرار اللہ بالشہادتین صفحہ ۸۹

حضرت عبدالرزاق بانسوی علیہ الرحمۃ والرضوان جس وقت تعزیہ اٹھتا ننگے پیروں تشریف لے جاتے تھے ۔ جب تک تعزیہ رکھا رہتا تو آپ ہاتھ باندھے کھڑے رہتے (کرامات رزاقیہ صفحہ ۱۵) حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی شب عاشورہ دو بجے تعزیہ کی زیارت کو تشریف لے جاتے جب حضور کو ضعف زیادہ ہوگیا تو دوسروں کی عیانت سے تشریف لے جاتے تھے حضرت نے تعزیہ کے تخت کو بوسہ دیا۔ (کرامات نظامیہ صفحہ ۳۳۷)

شیخ المشائخ خواجہ حسن نظامی فرماتے ہیں کہ تعزیہ داری میں اشاعت اسلام کی بھلائی پوشیدہ ہے۔ (منقول از فاطمی دعوت اسلام ۔صفحہ ۱۲۱)

حضرت شاہ قطب الدین سنبھلی کا معمول تھا کہ آپ کے سامنے تعزیہ آتا تو پلنگ سے نیچے اتر کر کھڑے رہتے اور روتے رہتے تھے ۔(فتاویٰ تعزیہ داری صفحہ ۳) فتاویٰ عزیزیہ صفحہ ۷۵/ پر ہے کہ تعزیہ کے سامنے جو رکھ کر فاتحہ کیا جاتا ہے متبرک ہے۔

مفسر قرآن امیر اہلسنت مولانا محمد انتخاب حسین قدیری صاحب مدظلہ اپنے ہفت روزہ اخبار ندائے اہلسنت ویکلی ۲۱/فروری ۲۰۰۳ء میں حضرت صدر الافاضل سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ کے معمول کو ان کے صاحبزادے حضرت مولانا سیّد محمد اظہار الدین صاحب نعیمی عرف حنفی میاں کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ حضور صدر الافاضل ہمیشہ تعزیہ بنانے میں چندہ دیتے تھے اور آپ نے اپنی پوری زندگی میں کبھی تعزیہ کی مخالفت نہ کی

۔خانوادۂ مداریہ کے مشائخ عظام وعلماء کرام تعزیہ کے جلوس میں بڑے اہتمام کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔آگے آگے تعزیہ ہوتا ہے پیچھے علماء ومشائخ کا جم غفیر ہوتا ہے۔مراثی ونوحہ جات پڑھے جاتے ہیں اکثر بزرگوں کی آنکھیں اس موقع پر اشکبار ہوتی ہیں۔خانقاہ مقدسہ کی طرف سے درگاہ شریف کی مالیت سے دوعظیم الشان کربلانشان تعزیہ بنائے جاتے ہیں جونویں محرم الحرام کی شب میں اٹھائے جاتے ہیں۔دسویں محرم الحرام کی شام غریباں تک گشت کرتے ہیں۔آخر میں دمال شریف میں فاتحہ خوانی وتقسیم لنگر عظیم ہوتی ہے اور تعزیوں کو درگاہ شریف کے دالان میں رکھ دیا جاتا ہے۔

حضور خواجہ غریب نواز کا تعزیہ :اسی طرح ۲۵ رمحرم شریف کو سیّدنا حضور بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک کے موقع پر حضور بابا صاحب کا چلہ خانہ کھلتا ہے جس میں سیّدنا سلطان الہند غریب نواز حضور معین الملۃ والدین اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چاندی کا تعزیہ شریف رکھا ہوا ہے۔زائرین اس کی زیارت سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ (دین محمدی اور تعزیہ داری بحوالہ تعزیہ شریف کا شرعی حکم صفحہ ۳۰)

تعزیہ داری سے متعلق اکابر علماء اہلسنت وصوفیائے کرام کے فتاوے اور معمولات:

سوال:۔کیا تعزیہ داری اسلام میں جائز ہے؟ ہندوستان میں فقہائے اسلام وبزرگان دین کا کیا عمل ہے؟

<u>خانقاہوں میں تعزیہ داری</u>:عظیم ہندوستان کی تاریخ میں ۱۲ویں صدی عیسوی سے تعزیہ داری کا ثبوت ملتا ہے۔۱۱۷۰ء میں ہندوستان میں سلسلہ چشتیہ کے بانی حضور خواجہ معیؔن

الدین حسن سنجری اجمیری کی حیات میں تعزیہ داری کا ثبوت ملتا ہے آج بھی اجمیر معلیٰ میں ۷ر محرم سے دس محرم تک سنی خانقاہی لوگ تعزیہ داری میں مصروف رہتے ہیں ۔۵ر محرم کو بابا فرید مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس کے موقع پر بابا صاحب کا چلہ خانہ کھلتا ہے جس میں خواجہ غریب نواز کا چاندی کا تعزیہ رکھا ہوا ہے زائرین اس کی زیارت سے فیضیاب ہوتے ہیں (راہ اسلام صفحہ ۸۷/۴۷) ہندو پاک میں جتنی قدیم خانقاہیں مثلاً حضرت سیّد بدیع الدّین زندہ شاہ مدار مکن پور شریف کی خانقاہ، حضرت سیّد سالار مسعود غازی بہرائچ شریف کی خانقاہ، حضرت مخدوم خواجہ غریب نواز معین الدّین چشتی کی خانقاہ اجمیر شریف، حضرت بابا فرید الدّین گنج شکر کی خانقاہ پاک پٹن، حضرت نظام الدّین اولیاء کی خانقاہ دہلی، حضرت صابر کلیر کی خانقاہ، حضرت مخدوم علاء الحق پنڈوی کی خانقاہ پنڈوہ شریف، حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کی خانقاہ، حضرت بابا تاج الدّین ناگوری کی خانقاہ، حضرت سیّدنا سیّد مخدوم اشرف جہانگیر کی خانقاہ کچھوچھہ شریف، حضرت مخدوم عبدالحق کی خانقاہ رودولی شریف، حضرت عبدالرزاق بانسوی کی خانقاہ بانسہ شریف، حضرت مخدوم یحیٰ منیری کی خانقاہ منیر شریف بہار، صفی پور کی خانقاہ، سنڈیلہ شریف کی خانقاہ، بھاگلپور کی خانقاہ شہباز یہ غرضیکہ ہندوستان کی ہر سنی خانقاہ میں تعزیہ داری ہوتی ہے گویا تعزیہ داری معمولات اہلسنت میں داخل ہے۔

ملک العلماء بحرالعلوم کا تعزیہ داری روکنے والوں سے جہاد کا اعلان

حضرت ملک العلماء بحرالعلوم علامہ عبدالعلی محمد لکھنوی فرنگی محل علیہ الرحمۃ جنہیں مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی بھی ملک العلماء و بحرالعلوم کے لقب سے یاد کرتے ہیں تفصیل کیلئے

شرح المطالب صفحہ ۶۹۰ر دیکھ سکتے ہیں انھیں ملک العلماء و بحرالعلوم کا تعزیہ داری کیلئے جہاد کرنے کا اعلان ایک شاگرد کی زبانی سنئے۔

کتاب عقائد عزیزیہ کا مولف مولوی منشی صوفی عزیز اللہ چشتی نظامی صوفی مرید وخلیفہ حضرت خادم محمد صفی قدس سرہ العزیز رقم طراز ہے کہ

فقیر کے والد ماجد منشی محمد یحییٰ علی خانصاحب قادری علیہ الغفر ان حضرن مولانا سیّد عبدالرحمٰن پنجابی لکھنوی مجددی قدس سرہ العزیز کے مرید ومخلص تھے فرماتے تھے کہ بحرالعلوم مولانا عبد العلی لکھنوی فرنگی محلینے تعزیہ داری کے ناجائز ہونے کا فتویٰ دے دیا والی شہر نے شہر بدر کرنے کا حکم دیا مولانا بحرالعلوم کو تعمیل حکم سے پہلے خبر ہوگئی رات کو آپ خود چل کھڑے ہوئے اور مدراس چلے گئے وہاں کا نواب سنی تھا اس نے استقبال کیا اور انکی پالکی میں کاندھا دیا اور لے گیا پھر آپ وہاں مدرس ہوئے ایک سال انگریزوں نے فسادات محرم دیکھ کر استفتاء کیا علماء نے فتویٰ دیا کہ تعزیہ ناجائز ہے۔ جب استفتاء مولانا بحرالعلوم کے پاس آیا آپ نے ہتھیار باندھے اور ۶۰ ساٹھ ۷۰ ستّر طالبعلم جو مدرسہ میں تھے سب سے کہا ہتھیار بند ہوجاؤ اور فتویٰ نہ دیا اور کہا کہ انگریز اگر تعزیہ بند کریں گے تو ہم ان سے جہاد کریں گے مولانا سیّد عبدالرحمٰن مجددی لکھنوی نے بحرالعلوم سے سند فراغت حاصل کی تھی ان دنوں آپ بھی مدرسے میں تھے فرماتے تھے کہ ہم بھی تین دن ہتھیار بند رہے تیسرے دن وہ فرنگی جس نے استفتاء کیا تھا اور حاکم تھا آیا اور کہا آپ ہتھیار کھول ڈالئے ہم تعزیہ داری بند نہ کریں گے تب مولانا بحرالعلوم نے ہتھیار کھولے۔ (عقائد عزیزیہ صفحہ ۱۰۴ ۱۰۵ مولف حضرت مولوی منشی صوفی عزیز اللہ چشتی نظامی صفوی مرید وخلیفہ حضرت خادم محمد صفی قدس سرہ العزیز سن طباعت ۱۹۰۸ء)

تعزیہ داری شعائر اسلام ہے علمائے فرنگی محل کا فتویٰ:

اور بحر العلوم کے بعد نبیرۂ بحر العلوم حضرت مولانا عبدالواحد حنفی فرنگی محلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

علماء صالحین ایں عصر مراسم مذکورہ راازشعائر السلام تصور فرمودہ قطعا فتویٰ برائے ترویج و قیام آں دادہ اندودر خزینتہ المتقین مصرح است کہ مفتی را باید کہ بنظر حال و عصر و زماں علمائے صالحین فتویٰ برائے ترویج و قیام تعزیۂ امام مظلوم کہ دادہ اند نہایت بجا و مناسب است و ترویج آں موجب ثواب و اجر عظیم و فتاوائے علماء صحیح و صواب است و ہمچنیں علماً و یقیناً مثاب خواہد شد علاوہ ازیں مراسم تعزیہ داری امام علیہ السلام از صد ہا سال جاری و مروّج است و در زمان سلاطین اہل اسلام و متشرع مانند جلال الدّین اکبر و جہانگیر و عالمگیر اورنگ زیب وغیرہ کہ در تمامی ملک خود نافذ الامر کلی بودند لوازم تعزیہ داری بوجہ احسن بتقدیم رسد و نواب سعد اللہ خاں وزیر اعظم شاہ جہاں عالم متبحر و قاضی القضاۃ و مستعد خاں

اس زمانہ کے علمائے صالحین نے تعزیہ داری شعائر اسلام سمجھا اور اس کی صراحت و قیام کے بارے میں فتویٰ دیا ہے۔ کتاب خزینتہ المتقین میں اس امر کی ترویج کی گئی ہے کہ مفتی کو چاہیۓ کہ زمانے کا لحاظ کرتے ہوئے فتویٰ دے۔اسی بنا پر علماء صالحین امام علیہ اسلام کے تعزیہ رکھنے اور عزاداری کرنے کے بارے میں جوفتویٰ دیا ہے وہ بالکل صحیح و درست ہے اور اس کی ترویج ثواب و اجر عظیم کا موجب ہے اسی طرح آئندہ بھی اس قسم کے فتووں پر اجر وثواب کی امید ہے قطع نظر اس امر کے یہ بات بھی ہے کہ مراسم تعزیہ داری امام علیہ السلام سیکڑوں سال سے جاری و مروّج ہیں متشرع شاہان اسلام کے زمانے میں بھی مثل جلال الدّین اکبر جہانگیر و شاہ جہاں اور عالمگیر اورنگ زیب کے زمانہ حکومت میں تعزیہ داری ہوتی تھی یہ

خود کہ ہر ایک حنفی المذہب بودند و دیگر علمائے آں زماں اگر مراسم مذکورہ را خلاف شرع دیدے بند داشتند و بحضور سلاطین معروض ساختہ درتمامی ملک موقوف می کنا نیدند کہ درسرکار بادشاہی اختیار کلی می داشتند و بادشاہان ہم متشرع بودند بذات خود در تمامی ملک تحت حکومت خود موقوف می کردندو درآں عہد عموما وخصوصا مروج بود وتا حال جاری است و انشاء اللہ تعالیٰ تا قیامت جاری خواہد ماند وکسے ازعوام وخواص ازاں زماں تا حال انحراف ازاں نکردہ دریں صورت ترویج آں باجماع امت نبی ﷺ ثابت متحقق است وبتواتر رسیدہ ودرحدیث شریف واقع است لن یجتمع امتی علیٰ ضلالہ ہرچہ ایشاں براں اجماع کندواتفاق نمایند حق بود پس دریں عصر اگر کسے انکار نماید وایں مراسم را خلاف شرع و ومکروہ داند خلاف اجماع است و انکار از

یہ وہ سلاطین تھے جو تمام مملکت ہند میں قابو یافتہ تھے اور ان کے احکام جاری تھے اس زمانے میں تعزیہ داری کے رسوم اچھی طرح سے ادا کئے جاتے تھے نواب سعد اللہ خاں وزیر اعظم شاہ جہاں ایک زبردست عالم متبحر تھے ایسے ہی قاضی القضاۃ مستعد خاں علامہ دوراں تھے یہ لوگ حنفی مذہب کے سختی سے پابند تھے ان کے علاوہ اور دوسرے علماء بھی تھے لیکن کسی نے بھی ان میں سے تعزیہ داری کی مخالفت نہیں کی ۔ اگر تعزیہ داری خلاف شرع ہوتی تو یقیناً یہ لوگ بند کروا دیتے یہ لوگ بادشاہی سرکار میں کافی رسوخ واختیار رکھتے تھے اور بادشاہ خود بھی متشرع و پابند مذہب تھا اگر کوئی اس جانب ان کو متوجہ نہ بھی کرتا تو خود اسے بند کروا دیتے اس کے برعکس تعزیہ داری اس زمانے میں عام طور سے جاری تھی اور اب بھی جاری ہے ۔

اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک جاری رہے

تواتر است و ایں معنی بموجب اصول فقه
نہایت ممنوع (ازالۃ الا وہام مصنف
حضرت مولانا عبد الواحد حنفی فرنگی محلی)

گی آج تک کسی نے بھی چاہے عوام سے ہو
یا چاہے خواص میں سے اس زمانے سے آج
تک مخالفت نہیں کی اس صورت سے گویا
تعزیہ داری کی ترویج اجماع امت سے ثابت و متحقق ہے اور یہ حدیث شریف بتواتر مروی ہے کہ میری امت ضلالت و گمراہی پر کبھی متفق نہ ہوگی اس لئے کہ یہ لوگ جس پر اجماع کرلیں گے وہی حق ہوگا ایسی حالت میں اگر کوئی شخص تعزیہ داری سے انکار کرے اور اس کو خلاف شرع قرار دے تو یہ اجماع امت کے خلاف ہے اور گویا تواتر سے انکار کرنا ہے اور یہ امر اصول فقہ کی بناء پر بالکل ممنوع ہوگا۔

بحوالہ مسلک اہلسنت اور عزاداری پر تحقیقی نظر صفحہ ۸/۹/۱۰ مصنف مولانا ابوالکمال سید احمد صاحب شمسی کاظمی مفتی اعظم ٹونک

حضرت اورنگ زیب کا تعزیہ سرپر اٹھانا :حضرت عالمگیر اورنگ زیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مغل بادشاہوں میں ولایت اور مجددیت کے مقام پر فائز و متمکن بتائے جاتے ہیں حیات اعلیحضرت کا مصنف ملک العلماء مولانا ظفرالدّین بہاری خلیفہ مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی لکھتے ہیں "اور مجدد مائۃ ثانی عشر سلطان دین پرور مالک بحرو بر ابوالمظفر محی الدّین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی متولد ۱۰۲۸ھ متوفی ۱۱۱۷ھ تھے (حیات اعلیحضرت ص ۴۲۶ جلد دوئم مطبوعہ برکات رضا پور بندر گجرات)

اس سلطان دین پرور مجدد مایۃ ثانی عشر عالمگیر بادشاہ غازی کا عمل و کردار تعزیہ داری سے

متعلق کیا ہے ملاحظہ فرمائیں مولانا ابوالکمال سیّد احمد شمسی کاظمی رقمطراز ہیں "ہندوستان کے مسلم سلاطین میں سب سے زیادہ کٹر سنی مسلمان حضرت محی الدّین عالمگیر اورنگ زیب نقشبندی کو کہا جاتا ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ تعزیہ داری کو انھوں نے بھی بند نہ کیا بلکہ اس میں دلچسپی لی۔ چنانچہ ایک عظیم مورخ پروفیسر سیل چند نے اپنی کتاب تاریخ عالمگیری میں لکھا ہے کہ روز عاشورہ اورنگ زیب نے ایک ضعیفہ کو دیکھا کہ سر پر تعزیہ رکھے قلعہ کی طرف جارہی ہے دیکھنے کے ساتھ ہی بادشاہ پر جذب و استغراق کی کیفیت جو کشف و مشاہدہ سے حاصل ہوتی ہے طاری ہوگئی جس سے وہ سر و پا برہنہ اس ضعیفہ کی طرف پیچھے پیچھے دوڑا یہاں تک کہ تعزیہ اس سے لیکر اپنے سر پر رکھ لیا اور قلعہ میں داخل ہوا اور اسی وقت سے عزاداری کرنے لگا

بادشاہ اورنگ زیب نے تعزیہ اٹھانے کی اجازت دی۔

واضح ہو کہ عہد عالمگیری کے اسباب عزاداری ابھی تک آگرہ کے قلعہ میں محفوظ تھے جنکی حفاظت گورنمنٹ خود کرتی تھی یہی نہیں بلکہ آگرہ کے قلعہ میں گورنمنٹ کی طرف سے مجالس عزا بھی برپا ہوتی تھیں۔

اسی طرح عہد عالمگیری میں تعزیہ داری کے سلسلے میں ایک داخلی شہادت پیش کرتے ہیں عہد عالمگیری کا ایک مشہور و معروف مورخ خافی خاں اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ برہان پور میں تعزیہ داروں کا یہ دستور تھا کہ مجلس کے بعد تعزیہ اٹھایا کرتے تھے جس پر وہاں کے متعصب سنّیوں نے اعتراض کیا یہاں تک کہ اورنگ زیب کی عدالت تک معاملہ پہونچا لیکن منصف و متشرع بادشاہ نے فیصلہ تعزیہ داری کے موافق کیا اور تعزیہ اٹھانے کی اجازت دی۔

اسلامی انسائیکلو پیڈیا جلد اول آٹھواں ایڈیشن مرتبہ سیّد قاسم محمود مطبوعہ الفیصل اردو بازار

لاہور پاکستان کے صفحہ ۵۵۷ پر ہے کہ ''ہندوستان میں تعزیہ کا رواج سولویں صدی میں ہوا شہنشاہ عالمگیر کے زمانہ میں تعزیہ اور جلوس تعزیہ کا رواج تھا عالمگیر نے تعزیہ کے جلوس میں شمشیر زنی کو ممنوع قرار دیا تھا الغرض تیرہویں صدی ہجری سے اٹھارہویں صدی ہجری تک پورے ہندوستان میں تعزیہ داری عام ہوگئی تھی۔ (انسائیکلو پیڈیا آف اسلام)

سند المتاخرین امام المحققین سیّد العارفین حضرت مولانا حافظ شاہ محمد فائق صاحب واسطی حنفی نظامی نیازی علیہ الرحمہ نے تو ایک مستقل رسالہ جواز تعزیہ داری میں تصنیف فرمایا ہے جس میں اصول اہلسنت کے مطابق ادلۂ اربعہ شرعیہ سے تعزیہ داری کو جائز ثابت کیا ہے رسالہ شریفہ مذکورہ ۱۳۳۲ھ میں مطبع عصر جدید میرٹھ میں چھپا ہے۔ (مسلک اہلسنت اور عزاداری ص ۱۳ مطبوعہ سرفراز قومی پریس)

ناظرین کرام اب انصاف فرمائیں کہ بادشاہ اسلام عادل وثقہ دین پرور بارہویں صدی کا مجدد حضرت عالمگیر اورنگ زیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تعزیہ داری اور جلوس تعزیہ کو فروغ اور رواج دے رہے ہیں اور آج کے کچھ مولوی حضرات تعزیہ دیکھنا ناجائز بتاتے ہیں۔

انصاف کو آواز دو انصاف کہاں ہے۔ع

انگریزوں کی آمد سے پہلے اس وقت کے پورے ہندوستان میں مسلمان دو جماعت میں ہی بٹے ہوئے تھے سنی اور شیعہ ان میں جو سنی تھے وہ چار مسلکوں حنفی شافعی حنبلی و مالکی میں سے کسی ایک مسلک کے پابند تھے اور ان کی پیری مریدی کے مشرب قادری، چشتی، سہروردی نقشبندی اور مداری تھے جیسا کہ سفینۃ الاولیاء میں داراشکوہ قادری نے تحریر کیا ہے اور یہ سارے شیعہ اور سنی حضرات تعزیہ داری کرتے تھے اور جائز مانتے تھے جیسا کہ ملا نظام الدین

علامہ بحرالعلوم اورعبدالواحد فرنگی محل کے فتووں اور معمولات سے ظاہر ہے اس وقت نہ کوئی وہابی تھانہ دیوبندی بریلوی نہ قادیانی نہ نیچری اور نہ ہی چکڑالوی اور ندوی ۔انگریزوں کے زمانے میں یہ سب جماعتیں پیدا ہوئیں اور تعزیہ داری کے خلاف لکھنے اور بولنے لگیں نفس تعزیہ داری میں جوامور جائز ومباح ہیں وہ ہمیشہ جائز ومباح رہیں گےاور جوخارجی محرمات داخل کئے جارہے ہیں اورلغویات ولہوولعب کااندراج ہورہاہے مسلمانوں کو ان خرافات وبدعات شنیعہ کوتعزیہ سے الگ کردینا چاہئے اورسینہ کوبی چاک گریبانی اور دیگرامورممنوعہ سے بالکل دوررہنا چاہئے۔

تعزیہ کی طرف ارواح مقدسہ متوجہ ہوتی ہیں

ملفوظ رزاقی صفحہ ۱۰۴ پر ہے

اینست کہ آنحضرت قدس سرہ گاہے برای زیارت ضریح مبارک کہ حالا بتعزیہ معروف است میرفت وگاہی روزی بتاریخ نہم محرم الحرام بطرف دریاچہ کلیانی تشریف فرماشد دراثنای راہ سفید بافان تعزیہ شریفکہ تیارساختہ نہادہ بودند جناب ممدوح برائے زیارت تعزیہ متبرکہ نرفت شب بخواب دید کہ نزدہمان تعزیہ رفتہ ام جناب امامین شہیدین معصومین جگر گوشہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ونوردیدہ علی مرتضیٰ حضرات امام حسن المجتبیٰ وامام حسین شہید کربلا علیہم السلام رونق افزاانجا ودیدن ارشادشدکہ ای عبدالرزاق برمکان مانمے آئی جناب موصوف ازشرف قدمبوس مشرف گشتہ عرض ساخت چہ طاقت کہ بجناب اطہر ومطہر حاضرنشوم ازاں روز درعشرہ محرم ہرروزہ برای زیارت تعزیہ میرفت واکثرمیفرمود کہ تعزیہ را کہ از کاغذ وچوب بسازند فقط چوب وکاغذ نباید دانست گاہ گاہے ارواح مقدس ہم متوجہ میشود وایںہم معمول مقررفرمود کہ چون تعزیہ رابرمیداشتند آنحضرت پیشوائی کردہ بمکان خودمی

آوردتا وقتیکہ تعزیہ میبود دست بستہ استادہ میماند ودر آخر عمر بسبب ضعف ونقاہت بتکیۂ دیوار ویا بقوت عصا می استاد چوں تعزیہ رامیبر دندتا بجوی کلیانے میرفت دفن شریک میشد بعدہ تشریف شریف بخانہ می آورد و مہمان دستور حضرت شاہ سید غلام دوست محمد و جناب سیدنا و مرشدنا حضرشاہ غلام علی قدس اللہ اسرارہما عمل مے فرمودند

ازآنجملہ اینست کہ آنحضرت قدس اللہ سرہ الاصفی دراول عشرہ محرم سہ بار بجناب مقدسہ مطہرہ سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا مشرف گشتہ آداب بجا آورد لیکن جناب ممدوحہ را بجانب خود متوجہ نیافت کمال تردد خاطر لاحق شد چوں بعد عشرہ مذکور باز مشرف شد بدستور بحال خویش شفقت یافت کرد کہ سابق ۔۔۔۔۔

لٹائیں گے سدا ہم کربلا والوں پہ جان وتن
اگر ہے یہ گناہ تو یہ گناہگاری نہ چھوڑیں گے
وقار عظمت خون محمد کی قسم مصباؔح
لگیں جتنے بھی فتوے تعزیہ داری نہ چھوڑیں گے

نقل مطابق اصل عکس

اینست که آنحضرت قدس سره گاہے برای زیارت ضریح مبارک که حالا تعزیه معروف
است میرفت وگاہی نرفت روزی بتاریخ نہم محرم الحرام بطرف دریاچه کلیانی تشریف فرما شد
ودر اثنای راه سفید بافان تعزیه شریف که تیار ساخته نهاده بودند جناب ممدوح برائے
زیارت تعزیه متبرکه نرفت شب بخواب دید که نزد همان تعزیه رفته ام جناب امامین شهیدین
معصومین جگر گوشه حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیه وسلم ونور دیده علی مرتضےٰ حضرات
امام حسن المجتبی وامام حسین شهید کربلا علیهم السلام رونق افزا اند بمجرد دیدن ارشاد شد
که ای عبد الرزاق بر مکان ما نمے آئی جناب موصوف از شرف قدمبوس مشرف گشته
عرض ساخت چه طاقت که بجناب اطهر ومطهر حاضر نشوم از آن روز در عشره محرم
هر روزه برای زیارت تعزیه میرفت واکثر میفرمود که تعزیه را که از کاغذ وچوب میسازند
فقط چوب وکاغذ نباید دانست گاه گاہے ارواح مقدس هم متوجه میشود وآنهم معمول
مقرر فرمود که چون تعزیه را برمیداشتند آنحضرت پیشوائی کرده بمکان خودمی آورد تا وقتیکه
تعزیه میبود دست بسته استاده میماند ودر آخر عمر بسبب ضعف ونقاهت بتکیه دیوار ویا بعوا
عصامی استاد چون تعزیه را میبردند تا بجوی کلیانی میرفت ووقت دفن شریک میشد
بعده تشریف شریف بخانه می آوردند همان دستور حضرت شاه سید غلام دوست محمد
وجناب سیدنا ومرشدنا حضرت شاه غلام علی قدس اللہ اسرارهما عمل مے فرمودند
ازانجمله اینست که آنحضرت قدس اللہ سره الاصفی در اول عشره محرم سه بار
بجناب مقدسه مطهره سیدة النساء حضرت فاطمة الزهرا رضی اللہ عنها مشرف گشته آداب
بجا آورد لیکن جناب ممدوحه را بجانب خود متوجه نیافت کمال تردد خاطر لاحق شد
بعد از دیدن بعد عشره مذکور باز مشرف شد بدستور بحال خویش شفقت یافت عرض کرد که سابق

ترجمہ: یعنی حضرت سیّدنا عبدالرزاق بانسوی علیہ الرحمتہ والرضوان قدس سرہ بھی ضریح مبارک جواس وقت تعزیہ سے مشہور ہے کی زیارت کیلئے کبھی تشریف لے جاتے اور کبھی نہیں تشریف لے جاتے ایک دن ۹ رمحرم الحرام کوکلیانی ندی کی طرف آپ تشریف لے گئے درمیان راہ تعزیہ دار تعزیہ شریف تیار کر کے رکھے ہوئے تھے جناب ممدوح تعزیہ متبرکہ کی زیارت کیلئے نہیں گئے۔ رات میں خواب دیکھا کہ اسی تعزیہ کے پاس میں گیا ہوا ہوں جناب امامیٔن شہیدین معصومین جگر گوشۂ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ونور دیدہ علی مرتضیٰ حضرات امام حسن المجتبیٰ و امام حسین شہید کربلا علیہم السلام رونق افزا ہیں دیکھتے ہی اماموں کا ارشاد ہوا اے عبدالرزاق! ہمارے مکان پر تو نہیں آیا جناب موصوف نے قدم بوسی کے شرف سے مشرف ہوکر عرض کیا کہ میری کیا بساط ہے کہ پاک ومطہر بارگاہ میں حاضری نہ دوں۔

اس دن سے عشرۂ محرم میں ہر روز تعزیہ کی زیارت کیلئے تشریف لے جاتے تھے اور اکثر فرماتے کہ تعزیہ جسے کاغذ اور بانس کی لکڑی سے بناتے ہیں اسے صرف لکڑی اور کاغذ تصور نہیں کرنا چاہئے بلکہ کبھی کبھی ارواح مقدسہ (حضرت امامین کریمین) بھی متوجہ ہوتی ہیں اور یہ معمول بھی مقرر فرمایا کہ جب تعزیہ لوگ اٹھاتے حضرت خود پیشوائی فرما کر اپنے مکان پر لاتے تھے جب تک وہاں تعزیہ ہوتا آپ ہاتھ باندھ کر کھڑا رہتے۔ آخری عمر میں ضعف و کمزوری کے سبب دیوار کے سہارے یا عصا کی قوت سے کھڑا رہتے جب تعزیہ لوگ اٹھا لے جاتے آپ کلیانی ندی تک ساتھ تشریف لے جاتے اور دفن کے وقت میں شرکت فرماتے تھے بعدہ اپنے گھر واپس ہوتے اور اسی دستور سے حضرت شاہ سیّد غلام دوست محمد و جناب سیّدنا مرشدنا حضرت شاہ غلام علی قدس اللہ اسرارھم بھی عمل فرماتے تھے۔

تعزیہ میں حضرت حسین پاک علیہما السلام کا دیدار:

دارالنور مکن پور شریف میں یہ قصہ مشہور و معروف ہے کہ حضرت مولانا سیّد شاہ عالم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک صاحب کرامت بزرگ گذرے ہیں حضرت مولانا سیّد احمد حسن رحمتہ اللہ علیہ نئے نئے فضیلت کی سند لیکر آئے محرم شریف میں جب تعزیہ شریف کا جلوس نکلتا تو مولوی صاحب راستے سے کترا کر نکل جاتے اور منہ چھپانے کی کوشش کرتے تعزیہ سے اعراض فرماتے تھے ایک دن پیرومرشد سیّد شاہ عالم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مولوی احمد حسن صاحب کو تعزیہ کے خلاف کچھ کہتے سن لیا جناب سیّد شاہ عالم صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مولوی احمد حسن صاحب کا سر پکڑ کر تعزیہ شریف سے لگا دیا اور ارشاد فرمایا کہ دیکھ تعزیہ کے اندر کس کا جلوہ ہے مولوی صاحب دیکھتے ہیں کہ تعزیہ شریف کے اندر حضرات امامین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہا خاک وخون میں غلطاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اللہ اکبر! سچ فرمایا حضرت سیّدنا عبد الرزاق بانسوی علیہ الرحمہ نے کہ تعزیہ شریف کی طرف ارواح مقدسہ بھی متوجہ رہتی ہیں۔

علم کا شرعی حکم :محرم کا چاند دیکھتے ہی سنی مسلمان علم حسینی ہاتھوں میں لیکر یا حسین یا حسین کے نعروں کے ساتھ جلوس علم نکالتے ہیں اور حضرت امام عباس علمبردار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یادتازہ کرتے ہیں شاعر فطرت علامہ ادیب مکن پوری فرماتے ہیں۔

کرتے ہیں سب ذکر حسینی پیار سے گھر گھر گلی گلی
نام یزیدی کی رسوائی آج بھی در در گلی گلی
لے کے علم عباس کا بچّہ کوچہ کوچہ پھرتے ہیں
فوج یزیدی کہیں نہیں ہے علی کا لشکر گلی گلی

علم رکھنا اور اٹھانا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ حدیث کی کتابوں میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا علم سیاہ اور سپید رنگ کا تھا حضرت مولیٰ علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نے رسول پاک ﷺ کا علم اٹھایا حضرت امام محمد حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنھیں محمد بن حنفیہ کہا جاتا ہے آپ نے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا علم اٹھایا اور حضرت امام عباس بن علی کرم اللہ وجہہ الکریم علمبردار نے حضرت سیّد الشہداء امام حسین علیہ السلام کا علم اٹھایا اور سنی مسلمان حضرات امامین کریمین کے جھنڈوں اور علموں کی نقل میں شوکت حسینی کی یاد تازہ کرنے کیلئے اور فتح حسینیت کے اعلان کیلئے علم حسینی کا جلوس نکالتے ہیں۔

مفتی معین الدّین اشرفی سنبھل کا فتویٰ: صدر مفتی مرکزی دارالافتاء آستانہ محدث اعظم ہند کچھوچھہ مقدسہ حضرت علامہ مفتی محمد معین الدّین اشرفی شمسی ساکن حال سنبھل ارشاد فرماتے ہیں اعمال کا گہرا تعلق ہے نیتوں سے اور آدمی کیلئے وہ ہے جو اس نے نیت کی۔ علم نشان اور جھنڈے کو کہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ علم یا چوب فی نفسہ بری چیز نہیں اور مسلمانوں کے اقوال وافعال حتی الامکان اچھے معانی ومقاصد پر محمول کئے جائیں گے حضرت امام ابوالحسن کرخی قدس سرہ القدسی الاصول میں رقمطراز ہیں امور المسلمین محمولة علی السداد و الصلاح حتی یظھر غیرہ۔

سنی مسلمانوں کا علم اٹھانا اجتماعی شکل میں، حضرت سیّدنا امام حسین علیہ السلام کا ذکر کرنا، آپ کے فضائل ومناقب کا چرچہ کرنا اور حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خداداد شان وشوکت کا اعلان کرتے ہوئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فتح عظیم کا جھنڈا اٹھائے ہوئے جلوس کی شکل اختیار کر لینا تاکہ دیکھنے اور سننے والے زیادہ سے زیادہ حضرت سیّدنا امام عالی مقام رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کو یاد کریں، آپ کے صبر واستقلال، عزم وہمت، شجاعت وجواں مردی کے پاکیزہ تصورات سے اپنے قلوب واذہان کو آراستہ وپیراستہ کریں اور ہر حال میں شریعت پر عمل کرتے رہنے کا حوصلہ پائیں بالکل جائز ہے۔۔۔۔۔۔۔اللہ کے محبوب بندوں کی عظیم وجلیل شان وشوکت ظاہر کرنے کیلئے علم وجلوس کی شکل اختیار کرنا علم وجلوس کے ذریعے بھی اپنے محسن کی عظمتوں کا اعتراف کیوں ناجائز ہوگا، حقیقت یہ ہے کہ اظہار شان امام کیلئے علم اٹھانا باادب جلوس کی شکل اختیار کرنا بکثرت فوائد پر مشتمل ہے کتنوں کو اس جلوس کے طفیل حضرت امام کا نام یاد ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔سیّدنا امام حسین علیہ السلام کی عظمت ظاہر کرنے کی نیت سے علم اٹھانا اچھا ہے اس میں کوئی قباحت نہیں۔

ملخصاً ضروری مسائل (د) از مفتی محمد معین الدین اشرفی سنبھلی ص ۳/۴/۵/۶/۷/۸/

علم سے متعلق حضرت مخدوم اشرف جهانگیر کا فرمان:

لطائف اشرفی میں حضور سیّدنا سیّد اشرف جہانگیر سمنانی کا ملفوظ ہے کہ "علم ملک تجرید میں سلوک کا جھنڈا ہے۔ علم رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور مجاہدین اسلام کا شعار ہے۔ شاہان روزگار اپنی حشمت اور دعوۂ ملکیت کیلئے جھنڈا نصب کرتے تھے اور یہ شرعاً جائز ہے۔ فقراء آخرت کے سلاطین ہیں۔ جب دنیاوی بادشاہوں کو جھنڈا نصب کرنا جائز ہے تو فقراء کو بطریق اعلیٰ اپنی دولت ونعمت ظاہر کرنے کیلئے علم کا نصب جائز ہونا چاہیے۔

حضرت رسول علیہ السلام جب خیبر کی طرف متوجہ ہوئے تو اپنا جھنڈا حضرت علی کے سپرد کیا تھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے تھے کہ خدا قسم میں نے خیبر کا دروازہ اپنی طاقت سے نہیں توڑا بلکہ مجھکو ملکوت سے تائید تھی اسی بناء پر بعض سادات اپنی میراث سمجھ کر علم رکھتے ہیں۔ سیّد

اشرف رحمتہ اللہ علیہ کو نجف اشرف میں سیّد رضی الدّین وغیرہ نقیبوں نے جھنڈا رکھنے کی اجازت دی تھی اور سند دی تھی، مخدوم جہانیاں سیّد جلال الدّین بخاری نے چودہ خانوادوں کی اجازت سیّد اشرف رحمتہ اللہ علیہ کو عنایت فرمائی تھی اور ان سب کے اشغال و اذکار و معمولات کے علاوہ علم رکھنے کی اجازت بھی دی تھی (لطائف اشرفی حصہ دوئم ص ۲۴۴ / ۲۴۵ / مطبوعہ مخدوم اشرف اکیڈمی کچھوچھہ شریف)

عشرۂ محرم میں علم سے متعلق بزرگان دین کا معمول:

اکابر روزگار اور سادات صحیح النسب کا عمل ہے کہ وہ محرم کے ابتدائی دس روز میں دورہ کرتے ہیں اور زنبیل کو بھی گردش دیتے ہیں۔ ولایت سبزدار میں سیّد علی قلندر خواجہ یوسف چشتی کے مرید بڑے عالی مرتبہ بزرگ تھے۔ اوران کا معمول تھا کہ محرم کے عشرۂ اول میں علم کے نیچے بیٹھتے تھے اور اپنے مریدوں کو دورہ کیلئے بھیج دیتے تھے اور کبھی خود بھی دورہ کرتے تھے۔ غم و اندوہ کے مراسم بجالاتے، نفیس لباس اس عشرہ میں نہیں پہنتے تھے اور عیش و شادی کے اسباب ترک کردیتے تھے۔ سیّد اشرف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی کبھی یہ دور ترک نہیں کیا۔ سیّد علی قلندر کی طرح خود علم کے نیچے بیٹھتے اور اصحاب کو دور کی اجازت دیتے لیکن عشرہ کے آخری تین دن خود بھی اصحاب کے ساتھ گلیوں میں گشت لگاتے تھے۔ (لطائف اشرفی حصہ دوم ص ۲۴۶)

حضرت مخدوم علاء الدّین پنڈوی کا بھی یہی دستور تھا کہ عشرۂ محرم کے ابتدائی دس دن گریہ وزاری میں بسر کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ وہ ولی بھی عجیب وغریب ہوگا جو خاندان رسول اور جگر گوشگان بتول کے ماتم پر آنسو نہ بہائے اور ان کا غم نہ کرے۔

کسے کو درچنیں ماتم نہ گرید ☆ دل آنکس مگر از سنگ باشد

ڈھول ،نقارہ اور ڈنکا بجانے کا شرعی حکم :سوال:۔محرم الحرام میں جلوس علم اور جلوس تعزیہ میں ڈھول بجانا کیسا ہے؟

جواب:۔ مومن کے اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے بخاری شریف جلد اول کی پہلی حدیث ہے اِنَّماَ الاَ عْمَالُ بِالنِّیاتِ وانماالاِمْرِءِ مّا نَوَا یعنی عمل کے ثواب و جزاء کا تعلق نیتوں سے ہے جیسی نیت ہوگی ویسی جزاء ملے گی اگر نیت محمود اور بہتر ہے تو ثواب و جزاء بھی بہتر اور اگر نیت خراب تو جزاء بھی اسی کے اعتبار سے۔عشرۂ محرم الحرام میں مسلمان جو ڈھول تاشہ اور ڈنکا نقارہ بجاتے ہیں ان کی غالباً نیت اطلاع جلوس علم اور آمد تعزیہ کا اعلان ہوتا ہے اگر واقعی یہی نیت ہے تو محمود ہے۔

غوث العالم حضرت سلطان التارکین سیّد مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں ''طبل یعنی ڈھول کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو لہو ولعب کیلئے بجایا جاتا ہے لہو حرام ہے اور طبل ممنوع لیکن جو طبل (ڈھول ،نقارہ) لڑائی کے وقت یا فوج کے کوچ کے وقت بجایا جائے وہ مشروع ہے۔حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے مزار مبارک پر اس وقت تک یہ قاعدہ ہے کہ کھانا تقسیم ہونے کے وقت طبل (ڈھول، نقارہ) بجایا جاتا ہے تاکہ سب مسافروں اور مجاوروں کو اطلاع ہو جائے اور ہر شخص اپنا حصہ لے جائے بعض مشائخ کوچ اور نزول کے وقت طبل بجاتے ہیں۔حضرت شیخ ابواسحاق گازونی کے روضہ مبارک پر کھانے کے تقسیم کے وقت طبل بجایا جاتا ہے اور وہاں کے مجاوروں نے سیّد اشرف کو بھی طبل اور علم کی اجازت دی تھی۔فقراء کا کھانا عبادت ہے اور جو فعل عبادت کی دعوت کرے وہ مشروع ہے لہٰذا کھانے کے وقت طبل بجانا جائز ہے۔ (لطائف اشرفی حصہ دوم ص ۲۴۵)

خانقاہ عالیہ بدیعیہ مداریہ مکن پور شریف میں عرس کے موقع سے جب کشتی شریف کی آمد ہوتی ہے اور سجادہ نشین خانقاہ عالیہ تخت نشین ہونے کو ہوتے ہیں تو صحن دمال شریف میں نقارچی نقارہ بجاتا ہے اور دمال شریف کے پورے شغل میں نقارۂ اسلام بجتا رہتا ہے۔ ماہی مراتب ڈنکا نشان سلسلہ مداریہ کی ہر خانقاہ میں آج بھی بطور علامت محفوظ ہیں۔ نقارچی کا وظیفہ خانقاہ شریف کی طرف سے بندھا ہوا ہے۔

اسی طرح سیّدنا سلطان الہند خواجہ غریب نواز اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانۂ عالیہ پر یکم رجب کو عرس کا اعلان بذریعہ ڈھول تاشہ ہوتا ہے اور ڈھول تاشہ ہی بجایا جاتا ہے۔ تمام دنیا کا مسلمان اس اعلان کو تقریباً آٹھ سو سال سے سن رہا ہے۔ دیکھ رہا ہے۔ حضور سیّدنا مخدوم علاء الدّین صابری کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں بھی اعلان عرس ڈھول تاشہ سے ہی ہوتا ہے۔ جو آج بھی جاری ساری ہے۔ (تعزیہ شریف کا شرعی حکم ص ۲۳، ۳۳)

سچ تو یہ ہے کہ ایشیائے کوچک کی ہر قدیم خانقاہ میں اور شاہان اسلام کے یہاں یہ رسم روا اور رائج ہے۔

فقہائے اسلام کے نزدیک ڈھول تاشے کا حکم: فقہائے اسلام نے بھی بعض قیود و شرایط کے ساتھ نوبت و نقارہ اور ڈھول تاشہ کو جائز قرار دیا ہے۔ اعلان اور دیگر مقاصد محمودہ کیلئے ڈھول تاشہ بجانے کے بارے میں فقہائے کرام نے کئی مقامات پر مسائل و احکام قلمبند فرمایا ہے۔

بہار شریعت میں حضرت مولانا محمد امجد علی صاحب تحریر فرماتے ہیں ''نوبت بجانا اگر تفاخر کیلئے ہو تو ناجائز ہے اور لوگوں کو اس سے متنبہ کرنا مقصود ہو، نفخات صور یاد دلانے کیلئے ہو تو

(بہار شریعت حصہ ۱۶ / صفحہ ۱۳۰ مطبوعہ فاروقیہ بک ڈپو دہلی)

غرضیکہ اگر مقصد اور نیت صحیح ہے تو نوبت، ڈھول، دف، نقارہ اور سیٹی بجانا جائز ہے اور اگر مقصد خراب ہے نیت لہو ولعب کی ہے تو ناجائز ہے۔ تشہیر حسینیت، یزیدیت کے گندے کارناموں کو اجاگر کرنا اور اعلان جلوس علم وتعزیہ شریف کرنا مقصد حسن اور نیت محمودہ ہے اسلئے عشرۂ محرم میں یا بعد عشرہ بنیت حسنہ ڈھول، تاشہ، نوبت، نقارہ بغیر سُر وساز کے بجانا جائز ہے۔

علمائے دیوبند کے نزدیک ڈھول تاشہ : اذان واقامت کے درمیان جو تثویب کہتے ہیں یعنی اذان جو ایک اعلان نماز ہے اس اعلان کے بعد ایک اور اعلان جو تثویب کے نام سے مشہور ہے اس کے بارے میں علمائے دیوبند لکھتے ہیں اصل اس باب میں یہ ہے کہ اذان اور نماز کے درمیان لوگوں کو نماز کیلئے بلانا اور جمع کرنا (کسی متعارف طریقہ کے ذریعہ سے) مشائخ اور ائمہ نے بضرورت جائز بلکہ مستحسن قرار دیا ہے جسکو اصطلاح میں تثویب کہتے ہیں کیوں کہ مسلمانوں میں روزافزوں غفلت اسکی مقتضی ہے کہ بار بار تنبیہ کی جائے اور اس تنبیہ کیلئے مشائخ رحمھم اللہ نے کوئی خاص طریقہ مقرر نہیں فرمایا ہر زمانے اور ہر جگہ کے عرف پر چھوڑا ہے کہ جو چیز لوگوں میں متعارف ہو جائے وہی ہر جگہ عمل میں لائی جائے اور بعینہ ایسا ہے جیسے رمضان مبارک میں ابتدا وانتہائے سحر کیلئے ہر شہر وقصبے میں اپنے عرف کے موافق مختلف صورتیں اختیار کی جاتی ہیں کہیں گھنٹہ بجاتے ہیں کہیں نقارہ وطبل کہیں گولہ وتوپ چھوڑی جاتی ہے اور عموماً فقہاء نے اس کو جائز ومستحسن قرار دیا ہے الی آخرہ (فتاوی دارالعلوم دیوبند جلد اول ودوئم صفحہ ۷۰ /)

اعلان کیلئے دف بجانا حدیث شریف سے ثابت ھے :

حدیث شریف: حضرت سیّدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں

اَ عَلِنُوا ھذا النِکاح وَ اجْعَلُوہُ فی الْمَسَا جِدِ وَ اضْرَ بُو ا عَلَیْہِ بالدفوف

ترجمہ: نکاح کا اعلان کیا کرو اور مسجدوں میں نکاح کیا کرو اس موقع پر دفوں کو بجایا کرو

(مشکٰوۃ ج ۲ ص ۲۷۲۔ ترمذی جلد ثانی باب النکاح)

مشکٰوۃ کی شرح مرقات میں ملاعلی قاری تحریر فرماتے ہیں واضربو ا علیه باالدفوف لکن خارج المسجد قال الفقهاء المراد به لا جلا جل له ۱۲

مرقات حاشیہ مشکٰوۃ ص ۲۷۲

یعنی اس موقع پر دفوں کو مسجد سے باہر ہی بجاؤ اور فقہائے اسلام فرماتے ہیں کہ دفوں میں جھانج نہیں ہونا چاہیئے۔

حدیث: عن محمد ابن حاطب الجمعی عن النبی ﷺ قال فَصُلُ مابین الحلال و الحرام الصوت و الدف فی النکاح رواه احمد والترمذی وابن ماجہ والنسائی مشکٰوۃ ص ۲۷۲

ایک دوسری حدیث میں حضرت محمد بن حاطب الجمعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ حلال اور حرام نکاح میں فرق دف بجانے اور آواز لگانے سے ہوتا ہے یعنی نکاح حلال کا اعلان دف بجا کر کیا جاتا ہے اور نکاح حرام چپکے چپکے کر دیا جاتا ہے (نساءئی شریف)

ان دونوں حدیثوں سے واضح ہوگیا کہ اعلان کیلئے دف بجانا حکم رسول ہے۔ دف، طبلہ، نقارہ، ڈھول یہ تمام کے تمام نیک مقصد اور اعلان کیلئے استعمال ہو سکتے ہیں عشرۂ محرم میں امام حسین علیہ السلام اور جملہ شہیدائے کربلا واہل بیت رسول کی قربانیوں اور ان کے ایثار و جذبات فدا کاری کے اعلان کیلئے ان چیزوں کا استعمال اگر مسلمان کریں تو بلا شبہ جائز و باعث اجر ہونا ہی چاہئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔



علم عباس کا لیکر جہاں کی خاک چھانیں گے
غم شبیر میں ہر اک ستم کو خیر جانیں گے
فتاوے لاکھ ہوں صادر جہل کے ہم پہ ائے عامر
کریں گے تعزیہ داری نہ انکی ایک مانیں گے

تعزیہ داری اور سلسلہ عالیہ مداریہ کی تفصیلی جانکاری کیلئے لاگ آن کریں

www.qutbulmadar.org

ھٰذا ما ظھر لی و العلم عندربی و ھواعلم با لصواب کتبہ

ابوالحمادمحمد اسرافیل حیدری مداری

وصلی اللہ علی خیر خلقہ سیّدنا محمدوآلہ الاطھار واصحابہ الاخیار



سلام بدرگاہ شہدائے کربلا

نبی کے خون کی تاثیر کو سلام کرو
تبسم لب بے شیر کو سلام کرو

جو دیکھنا ہو کہ ملتی ہے کس طرح جنت
تو حر کی خوبیٔ تقدیر کو سلام کرو

امین کار امامت ہیں اے جہاں والو
ادب سے زینب دلگیر کو سلام کرو

وہی ادا وہی جلوے زفرق تا بہ قدم
نبی کی ہو بہو تصویر کو سلام کرو

وہ جس نے عابد بے پر کے پاؤں چومے تھے
اسیرو تم اسی زنجیر کو سلام کرو

حسن بصورت قاسم رضا کے طالب ہیں
حسین صاحب تحریر کو سلام کرو

عجب نہیں کہ دھلیں پل میں داغ عصیاں کے
بنائے آیۂ تطہیر کو سلام کرو

رگوں میں دیں کی انھیں کا لہو مچلتا ہے
نبی کے خواب کی تعبیر کو سلام کرو

یہ عمر اور یہ لاشہ جوان بیٹے کا
ادیبؔ ہمت شبیر کو سلام کرو

